Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ

# الفضل ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | سوموار ۴ شوال ۱۴۱۰ھ ، ۳۰ شہادت ۱۳۶۹ ہش ، ۳۰ اپریل ۱۹۹۰ء | نمبر ۹۷

## سب سے پہلے دعا چاہیئے

"دعا مسبّب الاسباب ہے اور ہر سبب سے پہلے ہونی چاہیئے. کیونکہ وہ لوگ جو پہلے، سبب کی طرف یعنی دنیا کا ذریعہ اختیار کرنے کی طرف جھکتے ہیں، بعد میں دعا کی طرف مائل ہوتے ہیں، ان کی دعائیں اسی حد تک بے فیض رہ جاتی ہیں۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۱۵ فروری ۱۹۹۰ء صہ۲)

# ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"انسان جس قدر مشکلات اور مصائب میں مبتلاء ہوتا ہے اور دُنیا میں اس پر آفتیں آتی ہیں یہ سب شامتِ اعمال ہی سے آتی ہیں۔ مَیں نے پہلے بھی بیان کیا تھا کہ لوگ ایک دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں۔ کہ ہم پر اگر مصیبتیں آئیں تو کیا ہوا؟ انبیاء علیہم السلام پر بھی مصیبتیں آئی ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ انبیاء علیہم السّلام کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے اُن کی مصائب اور مشکلات کو کوئی نسبت نہیں۔ انبیاء علیہم السّلام کی مصائب میں لذّت ہوتی ہے وہ قربِ الٰہی کے بڑھانے کا موجب ہوتی ہیں۔ ان سے محبّت بڑھتی ہے اور ان کا فوق العادت استقلال اور رضا و تسلیم اعلیٰ درجہ کی معرفت کا باعث بنتا ہے۔ برخلاف اس کے یہ مصیبتیں اور بلائیں و بائیں جو گناہ کی شامت سے آتی ہیں اُن میں درد اور تکلیف کے علاوہ خُدا سے بُعد ہوتا ہے اور ایک تاریکی چھا جاتی ہے۔ آخر بالکل تباہی اور بربادی ہو جاتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک زہر ہے زہر کھا کر کوئی بچ نہیں سکتا۔ پس گناہ کی زہر کھا کر یہ توقع کرنا کہ وہ بچ جائے گا خطرناک غلطی ہے۔ یقیناً یاد رکھو جو گناہ سے باز نہیں آتا وہ آخر مرے گا اور ضرور مرے گا۔ اللہ تعالےٰ نے انبیاءؑ اور رُسلؑ کو اسی لیے بھیجا اور اپنی آخری کتاب قرآنِ مجید اس لیے نازل فرمائی کہ دنیا اس زہر سے ہلاک نہ ہو بلکہ اس کی تاثیرات سے واقف ہو کر بچ جاوے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صہ ۱۸۴، ۱۸۵)

## ولادت

مکرم محمد رفیع اللہ ناصر چیمہ صاحب چیف اکاؤنٹنٹ شفا میڈیکو لاہور کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۹۰ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور انور نے بچے کا نام محمد وجیہہ اللہ چیمہ رکھا ہے۔ نومولود مکرم محمد عبداللہ چیمہ صاحب دارالرحمت غربی ربوہ کا پوتا اور حضرت غلام حسین ڈنگوی صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پڑپوتا ہے اور حضور ایدہ اللہ کی بابرکت تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح، خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

## اعلان تعطیل

مورخہ یکم مئی ۱۹۹۰ء بروز منگل دفتر الفضل میں یوم مئی کے سلسلے میں تعطیل ہو گی۔ لہٰذا یکم مئی کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں (مینیجر)

جو کھانا کھاتا ہے جتنی لذت وہ محسوس کرتا ہے خدا کے بندوں کا ذوق اتنا تیز اور اتنا لطیف ہوتا ہے کہ اس کے مقابل پر وہ بہت زیادہ محسوس کرتے ہیں اس کے باوجود وہ ان لذّتوں کو ترک کرتے ہیں۔
(لجنہ اماء اللہ کراچی سے خطاب فرمودہ ۲۹ جولائی ۱۹۸۲ء)

## تربیت کا پہلا اصول

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"مربی بننے سے پہلے خود اپنی تربیت کریں۔ غور کریں کہ آپ کی قدریں بدل تو نہیں گئیں۔ آپ کے مذاق بگڑ تو نہیں گئے۔ کیونکہ تربیت کا قدروں اور مذاق کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے جب تک مذاق درست رہے (مذاق سے مراد مزاح یعنی ہنسی کھیل نہیں ہے اس کو انگریزی میں TASTE کہتے ہیں۔ اردو میں اس کا دوسرا لفظ ذوق ہے۔ مذاق سے میری یہی مراد ہے) اپنے ذوق درست کریں اگر قوموں کے ذوق بگڑ جائیں تو غلط جگہوں پر وہ قومیں منہ مارتی ہیں اور غلط چیزوں پر راضی ہو جایا کرتی ہیں۔ اس لئے تربیت کا پہلا اصول یہ ہے کہ اپنے ذوق کو درست کیا جائے اور ادنیٰ چیزوں پر راضی نہ ہوں بلکہ اعلیٰ چیزوں کے لیے دل میں ایک لذت پیدا کریں اور لذت پانے کی طاقت پیدا کریں۔ یہ وہ بنیادی چیز ہے جس کے نتیجہ میں انسان کو اللہ تعالیٰ تربیت کا اہل بنا دیا کرتا ہے۔ یہ تو نہیں تھا کہ (خدا کی پناہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذوق تھے ہی نہیں۔ دنیا کی لذتوں کو سمجھتے ہی نہیں تھے اس لیے وہ خدا کی طرف مائل ہوئے تھے ہرگز ایسی بات نہیں تھی۔ انبیاء کے ذوق زیادہ لطیف ہوا کرتے ہیں اُن کی حسیں زیادہ تیز ہوتی ہیں۔ عام انسانوں کی نسبت وہ خدا کی نعمتوں کی زیادہ قدر کر سکتے ہیں۔ ایک عام انسان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۳۰، شہادت ۱۳۶۹ہش ۳۰، اپریل ۱۹۹۰ء

# نیکی اور بدی کا منبع

سوائے اس کے کہ کسی شخص کی فطرت مسخ ہو گئی ہو ہر شخص نیکی کرنی چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ خود بھی دوسروں سے نیکی کرے اور دوسرے بھی اس سے نیکی کا سلوک کریں۔ اگرچہ ہر شخص کی استعداد الگ الگ ہے اور ہر شخص کی قوتِ ارادی بھی دوسروں سے مختلف ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جتنی نیکی کوئی کر سکتا ہے اتنی کرنی ضرور چاہتا ہے۔ قوت ارادی کم ہو تو خواہش کے باوجود کوئی نیکی کا کام نہ کر سکے۔ لیکن دل سے ضرور محسوس کرتا ہے کہ کاش میں یہ کام کر سکتا۔ یا اپنے دوستوں سے ضرور کہے گا، بس میں یہ بات کر نہیں سکا ورنہ دل تو میرا بہت چاہتا تھا کہ میں یہ کرتا۔

اور جہاں تک بدی کا تعلق ہے ہر شخص اس بات کا اقراری ہے کہ وہ بدی کے قریب بھی نہیں جانا چاہتا۔ اگر وہ بدی کا مرتکب بھی ہوتا ہے تو یا ندامت کا اظہار کرتا ہے یا اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ بدی کا ارتکاب کر رہا ہے۔ ہمیں ہر وقت یہ دیکھتے رہنے کی ضرورت ہے کہ نارمل حالات میں جسے ہم نیکی کہتے ہیں وہ ہم کر پاتے ہیں یا نہیں اور عام حالات میں جسے ہم بدی کا نام دیتے ہیں اس سے ہم چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا نہیں۔

حضرت امام جماعت (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں کہ نیکی خدا کی محبت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور بدی خدا سے دوری کے سبب۔ جب انسان خدا کے علاوہ کسی اور سے ایسی محبت کرنے لگتا ہے جیسی کہ اسے اپنے خدا سے کرنی چاہیئے تو وہ بدی کا مرتکب ہونے لگتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ اگر انسان یہ سمجھ لے اور اس بات کا پختہ یقین کرلے کہ اس کا دل خدا کی محبت کے لئے بنایا گیا اور اس کا ذہن خدا کے متعلق سوچنے کے لئے تو وہ کبھی گناہ کے نزدیک نہ جا سکے گا اور ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کرنے کی خواہش اس کے دل سے پھوٹتی رہے گی اور وہ یہ نیکیاں کرے گا بھی۔

حقیقت یہ ہے کہ نیکی خدا کا قرب ہے اور بدی خدا سے دوری۔ اس بات کو پوری طرح سمجھ لینے سے زندگی کی منزل آسان ہو جاتی ہے۔

مجبوریٔ حالات کا شکوہ نہیں مجھ کو
احباب کی سوغات کا شکوہ نہیں مجھ کو
صد شکر زباں ہے مری شائستہ و شستہ
دنیا کی خرافات کا شکوہ نہیں مجھ کو

ابوالاقبال

---

دردِ الفت کو عطائے فرقتِ جاناں سمجھ
عشق کی توفیق کو بھی حسن کا احساں سمجھ

اپنے ہاتھوں میں فقط اللہ کا داماں سمجھ
ہر کٹھن منزل کو پھر واللہ تو آساں سمجھ

دل کے آئینے کو تصویرِ بتاں سے پاک رکھ
اپنی نادانی کو نادانی ہی اے ناداں سمجھ

ہے فقیری میں نہاں شانِ خودی کا فلسفہ
بے سروسامانیوں کو ہی سر و ساماں سمجھ

تیری پیشانی پہ گر روشن ہے سجدوں کا چراغ
اپنے مرقد کو بھی اُس کے نور سے تاباں سمجھ

اپنے دل کی تیرگی کو نور سے معمور کر
ورنہ اس گھر کو فقط اِک وادیِ ویراں سمجھ

یاد آتے ہیں تو ہو جاتا ہے دل باغ و بہار
اس تغیّر کو رہینِ خوبیِ خوباں سمجھ

چشمِ بینا ہے تو حسنِ یار کی کر جستجو
حُسن کی دنیا کو موجودات میں پنہاں سمجھ

بندۂ ناچیز ہو کر "قادرِ مطلق" نہ بن
مَوت کی ساعت کو اپنے سامنے رقصاں سمجھ

چارہ گر کے سامنے کیوں ہاتھ پھیلاتا ہے تُو
ہاں دُعا کر اور اسے ہر دَرد کا دَرماں سمجھ

اپنی اس تر دامنی پہ تُو نہ یُوں مایوس ہو
رحمتِ باری کو بھی اک بحرِ بے پایاں سمجھ

جس چمن پہ چھا رہی ہو بے طرح پژمردگی
اُس کو بے مالک سمجھ یا تشنۂ باراں سمجھ

نا سمجھ ہو کے بھی احسنؔ نے سمجھ کی بات کی
خود بھی تُو انساں بن لوگوں کو بھی انساں سمجھ

احسن اسمٰعیل۔ گوجرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سبین

# بنگلہ دیش میں

بنگلہ دیش کے صدر حسین محمد ارشاد نے گذشتہ جمعرات کے روز (۵ اپریل ۱۹۹۰ء) کو کہا کہ ان کی حکومت ہر ممکن کوشش کرے گی کہ ڈھاکہ یونیورسٹی کیمپس میں تشدد کی فضا کو ختم کیا جائے اور اسے ایک تعلیمی ادارے کا ماحول دیا جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ کیمپس میں میری حکومت کا کوئی مفاد نہیں ہے۔ نہ ہم وہاں کسی طرح اپنا اثر و رسوخ پیدا کرنا چاہتے ہیں اور یہ بات ہمارے اس عمل سے بھی ظاہر ہے کہ ہم نے جاتیہ پارٹی کی طلباء ونگ کو ختم کر دیا ہے۔ یہ بات بی ایس ایس نیوز ایجنسی نے صدر کی طرف منسوب کرتے ہوئے بتائی ہے۔ جاتیہ پارٹی کے طلباء کا شعبہ ۱۹۸۶ء میں ختم کیا گیا تھا۔

صدر ارشاد نے اپنے ان خیالات کا اظہار یونیورسٹی کھلنے سے ۲ روز قبل کیا۔ یونیورسٹی ۴۰ دن تک بند رہنے کے بعد ہفتہ یعنی ۷ اپریل کو دوبارہ کھلی۔ اسے بند کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں پر طلباء نے فروری میں فائرنگ کی جس سے ایک طالب علم ہلاک ہوا اور سابق وائس چانسلر عبدالمنان زخمی ہوئے۔ جمعرات کے روز بہت سے طلباء کو واپس آتے دیکھا گیا تاکہ وہ یونیورسٹی کے کھلنے سے قبل وہاں پہنچ سکیں۔ اس یونیورسٹی میں تقریباً ۲۴ ہزار طلباء داخل ہیں اور بنگلہ دیش میں طلباء کی سیاست کا اسے گڑھ مانا جاتا ہے۔ صدر ارشاد نے یونیورسٹی کے اہل کاروں کو مکمل تعاون کی یقین دہانی کروائی اور کہا کہ ان کی حکومت نے یونیورسٹی کے معاملات میں کبھی دخل اندازی نہیں کی۔ نہ وہ آئندہ کبھی ایسا کرے گی۔ انہوں نے اس امید کا اظہار کیا کہ سب لوگ مل جل کر کیمپس میں امن قائم کرنے اور اسے مستحکم بنانے کی کوشش کریں گے۔ اس سے قبل یونیورسٹی کے حکام نے طلباء کو ہدایت کی کہ وہ اپنے شناختی کارڈ ہر وقت اپنے پاس رکھیں۔ دوبارہ یونیورسٹی کھلنے کے بعد یہ بات لازم قرار دی گئی ہے کہ ہر طالب علم کے پاس اس کا شناختی کارڈ ہونا چاہیئے گذشتہ جمعرات کے روز بائیس طلباء تنظیموں نے اور ڈھاکہ یونیورسٹی کی سنٹرل یونیورسٹی یونین نے الگ الگ بیان جاری کرتے ہوئے اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ وہ تشدد کو ختم کرنے میں ہر طرح سے تعاون کریں گے انہوں نے اس بات کا بھی مطالبہ کیا کہ جو لوگ تشدد میں ملوث ہیں انہیں قرار واقعی سزا ملنی چاہیئے۔ گذشتہ ہنگاموں میں کم از کم ۲۰ طلباء ہلاک ہوئے اور چار سو زخمی۔ یہ تعداد گذشتہ اگست سے لے کر اس سال کی فروری تک کی ہے۔ یہ یونیورسٹی آج سے ۶۸ سال پہلے قائم کی گئی تھی۔

## محفوظ نجیب ‖ ادب کا مصری نوبل لوریٹ

محفوظ۔ مصری ادیب اور دانشور۔ کو تقریباً ایک سال قبل ادب کا نوبل انعام ملا تھا اب ان کی کتابیں آہستہ آہستہ انگریزی زبان میں ترجمہ ہونی شروع ہوئی ہیں۔ تین کتابیں "شادی کا گیت" "آغاز اور انجام" اور "چور اور کتا" نیویارک میں ڈبل ڈے نے گذشتہ سال شائع کیں۔ ان کے حجم بالترتیب ۱۷۱، ۲۱۲، اور ۱۹۸ صفحات ہیں اور اس طرح ان کی قیمت ۱۶٫۹۵، ۱۹٫۹۵ ڈالر اور ۱۶٫۹۵ ڈالر ہے محفوظ ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئے تھے اور ۴۰ سے زیادہ ان کے ناول یا کہانیوں کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی صرف تین کتابوں سے تو پوری طرح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ وہ کن مختلف النوع مضامین کو اپنا موضوع بناتے ہیں۔ لیکن بہرحال کسی حد تک ان کی تحریروں کی ایک جھلک ضرور مل جاتی ہے۔ یہ تینوں ناول ۱۹۸۴ء اور ۱۹۸۵ء میں ترجمہ کئے گئے تھے۔ ان سے، جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے ان کی جملہ تحریروں کی ایک جھلک ہی ملتی ہے۔ مصنف کی زندگی کے تین مختلف پہلوؤں پر ان سے روشنی پڑتی ہے سب سے قریب ترین ان کا ناول "شادی کا گیت" ہے جو عربی زبان میں ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں وہ راشمون کی طرح کی ایک کہانی پیش کرتے ہیں۔ اسے چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے کی الگ الگ وضاحت پیش کی گئی ہے اس ناول میں ایک گانے بجانے والے گروہ کی ناپسندیدہ زندگی کے واقعات بیان کرتے ہوئے دم گھٹنے والے ماحول اور ان کے آپس کے تعلقات جس میں غیر اخلاقی باتیں سامنے آتی ہیں پیش کی گئی ہیں۔ وہ ان واقعات کی کوئی ایک توضیح پیش کرنے سے اپنے آپ کو قاصر سمجھتے ہیں۔ اور یہ بات قاری پر چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ ان سے کیا نتائج اخذ کرتا ہے۔ اس ناول کے آخر پر وہ کوشش کرتے ہیں کہ اپنی طرف سے بھی کوئی زاویہ نظر پیش کریں تاکہ باقی سارے ناول کا ابہام کسی حد تک دور ہو سکے۔

"چور اور کتا" ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا تھا اور یہ دوسرے دونوں ناولوں سے اپنے طرز تحریر کے لحاظ سے بہت مختلف ہے۔ ویسے بھی عام طریق سے ہٹ کر ہے۔ عربی کے ادیبوں کے خیال میں یہ شعوری طور پر عرب افسانہ نویسی میں داخل ہونے والی بات ہے۔ اور اس میں ایسے خیالات کا اظہار کیا گیا ہے جسے ہم بین السطور کہہ کر تحت الشعور کے زمرے میں بھی داخل کر سکتے ہیں۔ یہ سعید مہران کی کہانی ہے جس کا پیشہ چوری ہے اور جو انگریزی رابن ہڈ سے ملتا جلتا ہے۔ ۲۳ سال قید میں گزارنے کے بعد جب اسے رہائی ملتی ہے۔ تو وہ ان لوگوں سے انتقام لینے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ جنہوں نے اس کے ساتھ بے وفائی کر کے اسے جیل جانے پر مجبور کیا تھا۔ یہ کہانی ۱۹۵۲ء کے نصف کے بعد کی ہے یعنی کرنل جمال عبدالناصر کے زمانے کے آغاز کی۔ اور یہ وہ وقت تھا۔ جب کرنل جمال عبدالناصر کے ساتھی پہلے نظام کو ختم کر کے ایک نئے نظام کی بنیاد رکھ رہے تھے۔ اس میں محفوظ ان مسائل سے بھرے ہوئے تعلقات پر غور کرتے ہیں۔ جو اس وقت ادیبوں۔ دانشوروں۔ اور سیاست دانوں کے درمیان نظریاتی طور پر آ رہے تھے۔ اگرچہ یہ ایک لحاظ سے تاریخی ناول ہے۔ لیکن محفوظ کے اس موضوع کو بھی پیش کرتا ہے جو وہ ہمیشہ انسان کے حالات کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اس میں محفوظ کے کردار زندہ رہنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اگرچہ بعد میں پتہ چلتا ہے کہ حالات بدل گئے ہیں۔ اور ان کی زندہ رہنے کی کوششیں انہی کے خلاف منتج ہوتی ہیں۔ ان کے کردار دوسرے لوگوں پر اعتماد کرتے ہیں۔ روایت عقائد اور نظریوں کو اپنے سامنے رکھتے ہیں اور یہی بات ان کی ناکامی کا باعث بن جاتی ہے

ان کی کتاب "آغاز اور انجام" جو ۱۹۴۹ء میں شائع ہوئی تھی ان کے اسلوب تحریر کی نمائندہ ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ لکھتے وقت ان کا قلم خوب چلتا ہے۔ ترجمہ رامیسس عوود نے کیا ہے اور اس ترجمے کی وجہ سے انگریزی زبان بولنے والوں کو اس کی بہت اچھی طرح سمجھ آ جاتی ہے مسٹر عوود نے پیش لفظ میں کہا ہے کہ محفوظ کی کتاب "آغاز اور انجام" ان کی دیگر کتب کی طرح مصری درمیانہ درجے کے لوگوں کی عکاسی کرتی ہے۔ وہ ایک درمیانے درجے کے فیملی کے زندگی کے اتار چڑھاؤ کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔ یہ فیملی ہر ممکن کوشش کر کے اپنے آپ کو متحد رکھنا چاہتی ہے۔ اور جب فیملی کا سربراہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کے افراد محسوس کرتے ہیں کہ وہ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ کتاب میں اخلاقیات کو بنیاد نہیں بنایا گیا اور نہ محفوظ نے ان کے انفرادی اخلاق پر کوئی فیصلہ دیا ہے۔ حسن جو فیملی کی کالی بھیڑ ہے اور نفیسہ جس کے اخلاق بہت زیادہ اچھے نہیں ہیں۔ اور اسی طرح ایک اور بھائی حسین جو بہت زیادہ حریص ہے ان سب کے اخلاق کا واقعاتی اظہار تو ضرور ہے۔ لیکن ان کے متعلق فیصلے کے رنگ میں کوئی اپنی رائے نہیں پیش کی گئی صرف دردِ دل کے ساتھ ان کے تمام حالات کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

محفوظ نجیب کو آج سے ایک سال قبل نوبل انعام ملا تھا۔ امید ہے کہ ان کی کتابیں آہستہ آہستہ انگریزی دانوں کے سامنے آتی رہیں گی اور پھر انگریزی سے دوسری زبانوں میں بھی ترجمہ کیا جاتا رہے گا اور اس طرح محفوظ نجیب جو زیادہ تر عرب دنیا ہی میں معروف ہیں ساری دنیا میں اپنا تشخص قائم کر سکیں گے اور دنیا بھر کے ادیب اپنی اپنی جگہ پر ان کی اقدار کو سمجھ کر داد و تحسین پیش کریں گے۔

## قدرتی حوادث

اقوام متحدہ کے قدرتی حوادث کے ریلیف کو آرڈینیٹر کی ایک رپورٹ اس بات کی مظہر ہے کہ گذشتہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۰ سالوں میں قدرتی حوادث سے ۸۰ کروڑ افراد متاثر ہوئے ہیں اور ان میں سے ۳۵ لاکھ جانیں ضائع ہوئیں جہاں تک مالی نقصان کا تعلق ہے یہ سینکڑوں ارب ڈالر تک جا پہنچتا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہر ہفتے دنیا میں کسی نہ کسی جگہ پر ایک قدرتی حادثہ رونما ہو جاتا ہے۔ ان میں زلزلے بھی شامل ہیں اور زمینی تودوں کا گرنا بھی۔ اور موجودہ اندازے کے مطابق ان حادثات میں ترقی پذیر اور ترقی یافتہ ممالک دونوں میں شدت آرہی ہے۔ ماضی قریب میں آنے والے زلزلوں سے جو سبق ملتا ہے اس سے جانیں بچانے اور امدادی کارروائیوں کی سہولتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اور تجربوں کی بناء پر نقصان کی تلافی بھی زیادہ کی جا سکی ہے۔ رپورٹ یہ بات بھی بتاتی ہے کہ زلزلوں سے جو زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ اس کی وجہ آبادی میں اضافہ، شہروں کا گنجان ہونا اور صنعتی کارخانوں کی زیادتی ہے۔ اس سے پہلے ۱۹۷۴ء میں اعداد و شمار حاصل کئے گئے تھے۔ اس وقت سے لے کر اب تک پتہ چلتا ہے کہ یہ قدرتی حادثے زیادہ سے زیادہ جانوں کی ہلاکت کا باعث بن رہے ہیں۔ اور خاص طور پر ترقی یافتہ ممالک ان سے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں۔ عام طور پر کہا تو یہ جاتا ہے کہ یہ قدرتی حادثات اللہ تعالیٰ کے کام ہیں جن کی کوئی وضاحت نہیں کی جا سکتی۔ اور جن میں انسانی ہاتھ کارفرما نظر نہیں آتا۔ لیکن موجودہ دہاکہ کچھ اس طرح شروع ہوا ہے کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پریز ڈی کوئیار نے ان حادثات کی کمی کے لئے کوششیں کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اقوامِ متحدہ نے اسے عالمی دہاکہ کہا ہے جس میں حوادث کم کرنے کی کوشش کی جائے گی اور یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ سائنس دان اور مشیر اس کام پر متعین کئے جائیں گے کہ وہ قبل از وقت ان حادثات کی نشاندہی کر کے نقصانات کو کم کرنے کی کوشش کریں۔ خیال یہ ہے کہ کئی باتیں ایسی ہیں جن کے اختیار کرنے سے حادثہ اپنی پوری قوت کے ساتھ وقوع پذیر نہیں ہوتا اور ان باتوں کا خیال رکھنے سے حادثات کم بھی کئے جا سکتے ہیں اور ان کی وجہ سے جو ہلاکت ہوتی ہے اس پر بھی اثر ڈالا جا سکتا ہے۔ اس بات کے لئے حکومتوں کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ ضروری تدابیر اختیار کریں۔

---

## برطانیہ میں زلزلہ

۲ر اپریل کو انگلستان اور ویلز کے خاصے وسیع علاقوں میں زلزلہ آنے سے ہر جگہ خوف کی لہر دوڑ گئی۔ متعدد عمارتوں سے لوگ باہر نکل کر سڑکوں پر آگئے اگرچہ کسی کے زخمی ہونے یا عمارتوں کو زیادہ نقصان پہنچنے کی اطلاعات تو نہیں ملیں۔ لیکن بہت سی عمارتوں میں شگاف پڑ گئے اور خوف کی لہر بہت زیادہ پھیل گئی۔ اس زلزلے کا مرکز نوٹنگھم کے مغربی علاقے میں تھا۔ جو کہ انگلستان کے مرکز میں ہے۔ جنوبی ویلز، لندن، برمنگھم، کنونٹری، مانچسٹر اور سکاٹ لینڈ کے سرحدی علاقوں میں اسے زیادہ محسوس کیا گیا۔ اس کی طاقت ۵.۲ ریکٹر سکیل تھی۔

گذشتہ ۱۹۸۸ء کے دسمبر میں آرمینیا میں جو زلزلہ آیا تھا۔ اس کی طاقت ۶.۹ تھی۔ اور اس کے نتیجے میں ۲۵ ہزار افراد ہلاک ہوئے تھے۔ انگلستان کے زلزلے کو لیڈز یونیورسٹی کے سائنس دانوں نے چار درجے کا کہا ہے چار درجے کے زلزلے سے درمیانہ قسم کا نقصان ہوتا ہے جبکہ ۵ درجے کے زلزلے سے نقصان خاصا زیادہ ہو جاتا ہے۔ ایک خاتون جو گریٹر مانچسٹر ایمبولینس سروس کی پریس آفیسر ہیں کہتی ہیں کہ ان کا سارا دفتر خالی ہو گیا تھا "میں نے یہ محسوس کیا کہ میرے نیچے زمین کھسک رہی ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی تھا گویا ایک انسان ریلوے سٹیشن کے پلیٹ فارم پر کھڑا ہو اور اس کے قریب سے ایک بہت بڑی گاڑی گذر جائے"۔ ایک اور خاتون نے کہا کہ وہ کرسی پر بیٹھی تھیں اور انہوں نے دیکھا۔ کہ دیواریں ہل رہی ہیں ان کی کرسی بھی ہل رہی تھی۔ اور بوتلیں اپنی جگہ سے ہٹ کر آگے کی طرف آرہی تھیں اور ہر چیز ایک قسم کا شور مچا رہی تھی۔ ان کے کچن میں ایک دراز خود بخود کھل گئی پہلے جھٹکے کے تقریباً ۳ سیکنڈ بعد جبکہ وہ یہ سمجھتی تھیں کہ زلزلہ ختم ہو گیا ہے۔ ایک اور جھٹکا لگا اور اس نے خوف کی لہر کو مزید تیز کر دیا۔ ایک جگہ پر گیس کی پائپ سے گیس لیک ہونے لگی۔ اور ایک اور جگہ پر عمارت کے بعض ٹکڑے گرے تو دونوں گلیاں بند کر دینی پڑیں۔ کارڈف اور ویلز میں بی۔ بی۔ سی کے دفاتر بھی خالی ہو گئے۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان کے ایلیویٹرز (لفٹ) نے کام کرنا بند کر دیا۔ عدالتوں میں اس کا یہ اثر ہوا کہ دو مقدمات کی سماعت فوری طور پر ختم کر کے عمارت کو خالی کر دیا گیا۔ یہ واقعہ مولڈ اور ویلز میں ہوا۔ گذشتہ دس سال میں انگلستان اور ویلز میں ۶۰ دفعہ زلزلہ آچکا ہے۔ جن کی طاقت ۳.۵ سے کسی قدر اوپر تھی اور اس طاقت کا زلزلہ آسانی سے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ ان ۶۰ زلزلوں میں سب سے شدید زلزلہ ۱۹۸۴ء کی جولائی میں آیا تھا اور اس کی طاقت ۵.۴ تھی۔ اسی زلزلے سے ویلز کا علاقہ دہل گیا تھا۔

---

## مصری بچے | کام اور تعلیم

یوں تو مصر میں ہر بچے کے لئے سکول کی ۹ سالہ تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ لیکن آج سے آٹھ۔ دس سال قبل تک ۱۲ سال کی عمر کے بچوں کو کام پر لگایا جا سکتا تھا۔ جب کہ اس کے بعد کام پر لگائے جانے کی عمر ۱۲ سال سے بڑھا کر ۱۵ سال کر دی گئی ہے۔ اگر کوئی آجر اس کی خلاف ورزی کرے تو اسے سزا تو ہو سکتی ہے۔ لیکن سزا چونکہ صرف ۴ ڈالر جرمانہ ہے۔ اس لئے اس سزا کی کوئی آجر پرواہ نہیں کرتا اور وہ کم عمر بچوں کو بھی کام پر لگا لیتے ہیں۔

اس وقت مصر میں ۱۵ لاکھ مصری بچے قبل از وقت سکول کی تعلیم چھوڑ کر کام پر لگے ہوئے ہیں۔ ان سے مختلف قسم کے کام لئے جاتے ہیں۔ بعض ایسے بھی جو صحت کے لئے مضر ہیں لیکن چونکہ ان بچوں کے والدین کا یہ خیال ہے کہ ان کی کمائی کے بغیر گھر ٹھیک طور پر نہیں چل سکتا اس لئے وہ بچوں کو کام کرنے سے نہ صرف منع نہیں کرتے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں اور یوں بھی دیکھا گیا ہے کہ کہتے ہیں کہ جو کچھ بچہ عام طور پر کما لیتا ہے وہ ایک استاد کی تنخواہ سے زیادہ ہے۔ (بچے ۶۰ ڈالر تک کما لیتے ہیں) دیہات میں تو بچوں کے کام کرنے پر جیسے کوئی پابندی ہی نہیں ہے۔ وہاں بہت بڑی تعداد میں بچوں سے اجرت پر کام لیا جاتا ہے۔ یہ سوال بھی بچوں کے کام کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ آخر انہوں نے لکھ پڑھ کر بھی تو کمانا ہی ہے۔ اور اگر بچپن سے ہی کمانا شروع کر دیں تو جوان ہونے تک وہ اپنے کام میں خاصے ماہر ہو جائیں گے اور ان کی آمدنی بھی خاصی بڑھ جائے گی۔ یہ سوال اکثر اٹھایا جاتا ہے کہ کیا بچوں کو ضرور تعلیم دی جائے یا بچوں کو اس قابل بنانے میں مدد دی جائے کہ وہ کمانا شروع کر دیں۔ یونیسف کا ادارہ بچوں کی دیکھ بھال کرتا ہے اور ہر ممکن طریق پر یہ کوشش کرتا ہے کہ دنیا بھر کے بچے بہتر زندگی گذار سکیں۔ ویسے تو اس ادارے کا مقصد یہ بھی ہے کہ چھوٹی عمر کے بچوں کو کام پر نہ لگایا جائے لیکن قاہرہ میں مائسا ہاود جو یونیسف کے لئے کام کرتی ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ بے شک بچوں کے لئے تعلیم کا حاصل کرنا ضروری ہے لیکن حالات کو دیکھتے ہوئے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ انہیں کام کرنے کی قطعاً اجازت نہ دی جائے۔ اگر کام کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیم کا بھی انتظام کیا جا سکے۔ تو ان کے لئے یہ ایک آئیڈیل (IDEAL) صورت ہو گی۔ بعض آجر اس بات پر عمل کرتے بھی ہیں۔ بلکہ ان پڑھ آجر تو نہ صرف اپنے کام کرنے والے ملازم بچوں کو کسی سکول میں داخل کروا دیتے ہیں بلکہ خود بھی انکے ساتھ ہی

باقی صفحہ ۸ کالم ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

# محترم ڈاکٹر چوہدری رشید احمد صاحب

عبد الغنی چوہدری

محترم ڈاکٹر چوہدری رشید احمد صاحب یکے از یارانِ محفل کا ذکرِ خیر اور اپنا غم دل ہلکا کرنے کے لئے قلم اٹھایا تو افسردگی کے گہرے اثر تلے ان کی یادِ حسین نے یکایک دل اداس کے رخ کو کہیں سے کہیں موڑ دیا۔ احبابِ رفتہ چوہدری سعید احمد صاحب ناصر، میاں محمد یعقوب صاحب برادرانِ موصوف اور میاں غلام احمد صاحب، ڈاکٹر رشید احمد صاحب اختر اور شیخ خالد مسعود صاحب کی باسیرت صورتیں اپنے اپنے مخصوص لباس میں ایک ایک کر کے آنکھوں کے سامنے گھومنے لگیں، جن کی باہمی دوستی، گہرے روابط اور جماعتی کاموں میں معاونت وانہماک کے تذکرے اب بھی احبابِ جماعت کی زبانوں پر ہیں۔ ہر ایک خوبیوں کا مالک، امیر کا اطاعت گزار، انکی ہر تحریک پر دل و جان سے لبیک کہنے والا اور ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کرنے والا جماعت احمدیہ فیصل آباد کا ایک اہم ستون تھا۔ یہ نیک ہستیاں امیر صاحب کے دستۂ خاص میں سے تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند کرے۔

اسی قبیل کے چوہدری رشید احمد صاحب ایک منکسر المزاج، درویش صفت ہر دلعزیز احمدی تھے۔ جن کے چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ رہتی تھی۔ اور وہ ہر ایک سے خندہ روئی سے پیش آتے تھے۔ اپنے مذکورہ دونوں برادران اکبر کی طرح یہ بھی کچھ عرصہ سے دل کے موذی مرض (انجائنا) میں مبتلا تھے۔ درد کے دورہ کے دوران بستر پر لیٹ نہ سکتے تھے۔ اسی جان لیوا مرض میں مبتلا ہوتے ہوئے بھی ۱۶ جنوری بروز منگل شام دیر تک مریضوں کے علاج معالجہ اور خدمتِ خلق میں مصروف رہے کچھ معلوم نہ تھا کہ کلینک میں یہ انکی آخری نشست ہوگی۔ رات دس بجے درد محسوس ہوا۔ حسب معمول دوائی لیکن افاقہ نہ ہوا اہل و عیال کو دلاسا دیتے رہے۔ لیکن درد لمحہ بہ لمحہ شدت اختیار کرتا گیا۔ بالآخر ایک بجے شب فیصل ہسپتال میں انہیں داخل کرایا گیا۔ ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر نے فوراً ای۔ سی۔ جی (E.C.G.) کی اور آکسیجن لگا دی۔ دو ماہر ڈاکٹروں نے بعد معائنہ بتایا کہ مریض کو دل کا شدید دورہ ہوا ہے اور یہ کہ دعا کی بہت ضرورت ہے ان کے یہ الفاظ ایک بڑے خطرہ کی غمازی کر رہے تھے۔ بیوی۔ بچے۔ بہن بھائی اور دو جوان بیٹوں کی موت کے غم سے نڈھال بیچاری ماں دست بدعا سامنے بیٹھے رہے لیکن موت سے کس ذی جان کو مفر ہے۔ وہ تو آنِ واحد میں وقتِ مقررہ پر آ لیتی ہے۔ مورخہ ۱۷ جنوری بروز بدھ دن کے ½۱۲ بجے رشید احمد صاحب اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر کے سب کو چھوڑ گئے۔

والدین نے سب بیٹوں کی تربیت اوائل سے ہی اس ڈھنگ پر کی کہ آگے چل کر جماعتی کاموں میں ان کی شمولیت اور دلچسپی ان کا طرۂ امتیاز بن گئی محترم سعید احمد صاحب ناصر قائد خدام الاحمدیہ ضلع و سیکرٹری تحریکِ جدید (وفات ۱۹۷۹ء) اور میاں محمد یعقوب صاحب سیکرٹری مال اور زعیم مجلس انصار اللہ حلقہ پیپلز کالونی (وفات ۱۹۸۲ء) جماعت احمدیہ فیصل آباد کے ہی درخشندہ ستاروں میں شمار نہ ہوتے تھے بلکہ مثالی خدمتِ سلسلہ عالیہ کے باعث مرکز میں بھی ان کا نام عزت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ انہی کے نقشِ قدم پر موصوف کا ذہن بھی سن شعور سے ہی جماعتی اور مجلسی کاموں کی طرف مائل تھا چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ شہر و ضلع میں مختلف شعبوں پر نمایاں کام کیا۔ گھر سے کھانا ساتھ لے لیتے۔ سائیکل پر اور کبھی پیدل ہی مجلسوں کے دورہ جات باقاعدگی سے کرتے۔

انصار اللہ کی ذیل میں قدم رکھا تو تجنید اور مال کے اہم شعبے سپرد ہوئے شعبہ مال میں مجلس انصار اللہ دار الذکر فیصل آباد نے سال بہ سال ترقی کی۔ ہر سال بجٹ میں خاطر خواہ اضافے اور سو فیصد وصولی پر مرکز سے خوشنودی کی چٹھی آئی تو نہایت انکساری سے کہتے کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے میرا تو اس میں کوئی ہاتھ نہیں۔ شکرانہ کے طور پر اراکینِ مجلس عاملہ کو گھر پر پُر تکلف دعوتِ طعام دیتے۔ مجلس کے ہفتہ وار اجلاس میں تا دمِ آخر پابندی کے ساتھ حاضر ہوتے رہے

سلسلہ عالیہ سے گہری محبت اور دلی وابستگی آپ کی شخصیت کا ایک قابلِ ستائش پہلو تھا۔

پیپلز کالونی ۲ سے ملحقہ حبیب شہید کالونی کی کھلی فضا میں سڑک کے کنارے اپنی رہائش گاہ کے ایک حصہ میں والدِ محترم چوہدری رحیم بخش صاحب کے نام سے منسوب "رحیم کلینک" قائم کیا۔ اپنے پیشہ سے غیر معمولی لگن کے باوصف قرب و جوار کے لوگوں میں مختصر عرصہ میں بتائید ایزدی کامیاب معالج کے طور پر معروف ہو گئے۔ گو میڈیکل کی وسیع تعلیم حاصل نہ تھی۔

مریضوں کے علاج پر بڑی توجہ دیتے۔ مریض کے دکھ میں شریک ہو کر اس سے ایسی مشفقانہ گفتگو کرتے کہ اس کا آدھا دکھ دور ہو جاتا۔ دوا دیتے۔ دعا کرتے۔ کلینک میں مریضوں کی چائے اور دیگر مشروبات سے اکثر تواضع بھی کرتے۔ مریض بڑے اعتماد کے ساتھ آپ کی تجویز کردہ دوا استعمال کرتا اور بفضلہ تعالیٰ شفا پاتا۔ رات کو کوئی مریض دستک دیتا تو اخلاقی اور پیشہ ورانہ فرض سمجھ کر علالتِ ذاتی کے باوجود دوائی دینے میں راحت پاتے۔

اس شام ان کی میت گھر میں پڑی تھی سوگواروں کا مجمع تھا۔ افسردگی گھر کے ماحول کو کلیتہً گھیرے ہوئے تھی مریض حسب معمول دوائی لینے آتے رہے اور بچشم پرنم واپس جاتے رہے۔ ایک مریض زار و قطار روتا ہوا کہتا ہے کہ وہ تو غریبوں کا بادشاہ تھا۔ غریب اور نادار مریضوں کا بلا معاوضہ علاج کرتے۔

ہر ایک سے حسن سلوک تھا شرفائے محلہ قطار در قطار تعزیت کے لئے آئے اور لواحقین سے دلی رنج و غم کا اظہار کیا۔ درویش منش جذبۂ خدمتِ خلق سے سرشار ہر دل میں بستا تھا۔

کس ماں کو بھلا اپنے بچوں سے فطرتی پیار نہیں ہوتا۔ لیکن اس گھر میں ماں بیٹوں کی محبت کی بھی ایک لذیذ داستان ہے۔ جسے میں عرصہ سے مشاہدہ کرتا آرہا ہوں۔ والدہ اپنے چھوٹے بیٹے چوہدری مقصود احمد صاحب ناظم انصار اللہ ضلع کے ساتھ بالائی منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ نمازِ عشاء کے بعد ماں کے لاڈلے چھ بیٹے ان کے گرد دائرہ بنا لیتے۔ لیکن اب قدرت کے پیدا کردہ تین واضح خلا اس دائرہ میں نظر آتے ہیں۔ ہر چند کہ دل کے مریض کے لئے سیڑھیاں چڑھنا باعث تکلیف ہوتا ہے۔ رشید احمد صاحب بھی شام کو کلینک سے فارغ ہو کر ماں کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ ماں سے لپٹ لپٹ کر پیار کرتے۔ ان کا جسم اور پاؤں دباتے۔ وہ بھی دعائیں دیتی ہوئی ان کے سارے جسم پر ہاتھ پھیرتیں اور وہ اس شفقتِ مادر سے تسکین پاتے ہوئے واپس گھر لوٹتے۔

غم زدہ والدہ پیرانہ سالی میں اکثر علیل رہتی ہیں موصوف خود ان کے لئے دوائی لے کر آتے۔ ایک روز ان کی اپنی طبیعت ناساز تھی۔ دوائی بھیج دی۔ ماں نے دوائی کھانے سے انکار کر دیا کہ وہ خود کیوں نہیں آئے۔ یہ بھی ماں کی محبت کا ایک انوکھا اظہار تھا۔ پتہ چلا کہ بیٹے کی طبیعت ٹھیک نہیں تو خود ان کے پاس کئی کئی روز قیام کر کے گھر کو دعاؤں اور قرآن کریم کی تلاوت سے معمور کر دیتیں۔ اب وہی ماں ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ تڑپ کر اپنے پیارے بیٹے کی بلندیٔ درجات کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں اور التجائیں کرتی ہے اور پسماندگان کو آغوشِ محبت میں لیکر صبر کا دامن تھامے رکھنے کی تلقین کو ہی اپنے غم غلط کرنے کا واحد ذریعہ سمجھتی ہے۔

موصوفہ پابندِ صوم و صلوٰۃ، تہجد گزار اور شب و روز تلاوت قرآن کریم میں مشغول رہنے والی صابرہ و شاکرہ بزرگ خاتون ہیں۔ خدا کرے متعلقین کو تا دیر ان کی دعائیں ملتی رہیں۔

رشید احمد صاحب موصی تھے۔ اپنی آمد پر شرح کے مطابق باقاعدہ چندہ ادا کرتے۔ تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کے خصوصی معاون تھے۔ وقتی مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔

۱۸ جنوری بروز جمعرات سوا سات بجے صبح ان کی رہائش گاہ پر مکرم مولانا محمد اشرف صاحب ممتاز مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں احباب جماعت اور دیگر عزیزوں اور دوستوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی احباب کی ایک خاصی تعداد میت کے ساتھ ربوہ گئی۔ ۱۱ بجے قبل دوپہر صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کے احاطہ میں محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مرکزی احباب کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریکِ جدید و صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے دعا کرائی۔

موصوف اپنے عالی مرتبت امیر حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کا بہت احترام کرتے اور آپ کی خدمت میں ہمیشہ دعا کی درخواست کرتے۔ حضرت امیر صاحب نے وفات کی اطلاع ہونے پر بڑے دکھ اور رنج کا اظہار فرمایا۔ اور ازراہ شفقت مکرم حافظ محمد اکرم صاحب کو تجہیز و تکفین در دفتر بہشتی مقبرہ سے متعلقہ امور کی فوری تکمیل کے لئے ارشاد فرمایا۔ جس کو انہوں نے بااحسن طریق پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ آپ

باقی ص ۸ کالم ۱ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# سفرِ قادیان

صغیر احمد چیمہ
کراچی

امسال خدا تعالےٰ کے خاص فضل سے دیگر بہت سے احباب کے ساتھ خاکسار کو بھی جماعتِ احمدیہ کے قادیان میں منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔

کراچی سے دو صد سے زائد افراد کو شمولیت کا موقع ملا اور خدا تعالےٰ کا مزید فضل یہ ہوا کہ کراچی سے بروقت دوستوں کو ویزے مل گئے۔ لاہور ریلوے اسٹیشن پر کراچی سے جانے والے احباب کے استقبال کے لئے لاہور کی جماعت نے نہایت احسن رنگ میں انتظام کیا ہوا تھا۔ جس کا رہائش کا ذاتی انتظام نہ تھا انہیں "دارالذکر" میں ٹھہرایا گیا۔ اس کے علاوہ لاہور کی جماعت کا بھارت کی گاڑی پر سوار کرانے کے لئے بہت عمدہ انتظام تھا۔ باوجودیکہ وہاں کافی رش ہوتا ہے مگر جماعت کے احباب سب سے پہلے فارغ ہو کر نہایت سہولت کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو گئے۔

اٹاری کے اسٹیشن پر قادیان کی جماعت نے استقبال کے لئے انتظام کیا ہوا تھا۔ سب سے پہلے ہمارے قافلہ کے افراد کو فارغ کیا گیا۔ اور وہاں سے بسوں کا انتظام تھا جس میں سوار ہو کر سیدھے قادیان روانہ ہو جاتے تھے۔ وہاں کے حالات کے پیشِ نظر بسوں کے ساتھ پولیس گارڈ بھی جاتی تھی۔

اسی طرح واپسی پر بھی دوستوں کی تعداد کے مطابق بسیں مہیا کی جاتیں اور پولیس گارڈز کے ساتھ اٹاری سٹیشن پر پہنچایا جاتا۔

قادیان میں احمدیہ محلہ میں صفائی کا بہت اچھا انتظام تھا۔ ان دنوں میں قادیان میں خاکروبوں کی ہڑتال تھی مگر اس کے باوجود صفائی کا اچھا انتظام ہونے کی وجہ پوچھی گئی تو بتایا گیا کہ رات کو گیارہ بجے کے بعد خدام گلیوں کی خود صفائی کرتے ہیں۔ مہمانوں کی رہائش کا انتظام اجتماعی طور پر مدرسہ احمدیہ اور دارالضیافت میں تھا۔

تعلیم الاسلام کالج کے ہوسٹل میں آجکل خالصہ ہائی سکول ہے۔ سکول کی انتظامیہ نے جلسہ کے ایام میں سکول کو بند کر کے مہمانوں کی رہائش کے لئے جماعت کے حوالے کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ دوستوں کے گھروں میں بھی بہت سے مہمان رہائش پذیر تھے۔

کھانے کی تقسیم بھی بہت اچھی طرح کی جاتی بلکہ اس دفعہ جو مہمان گھروں میں رہائش پذیر تھے ان کا کھانا بھی جماعتی نظام کے تحت گھروں میں پہنچایا جاتا رہا۔ اہلِ خانہ کو خود جا کر لنگر خانہ سے وصول کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

قادیان میں عجیب سکینت کا ماحول تھا۔ صبح ۴½ بجے قادیان کے مینارہ سے دعائیہ کلمات کے ذریعہ دوستوں کو نمازِ تہجد کے لئے بیدار کیا جاتا۔ نیز خدام ٹولیوں میں اونچی آواز میں گلیوں میں درود شریف کا ورد کر کے تہجد کے لئے بیدار کرتے۔ تہجد کی نماز باجماعت ادا کی جاتی جس میں نہایت درد کے ساتھ دعائیں کی جاتیں۔ نماز کے بعد قرآنِ کریم کا درس دیا جاتا۔ نمازِ فجر کے بعد بلیشتر احباب بہشتی مقبرہ میں دعا کے لئے چلے جاتے اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مزار پر دعائیں کرتے رہے۔ بہشتی مقبرہ کی تزئین بہت اچھی طرح کی گئی ہے اور وہاں پر باغ بھی لگا ہوا ہے۔ تمام اہم مقامات پر کتبے لکھ کر لگا دیئے گئے ہیں۔ مثلاً جہاں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا جنازہ پڑھایا گیا اور پھر جہاں نظام قدرتِ ثانیہ کی پہلی بیعت لی گئی۔ نیز وہ مقام جہاں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے دوستوں کے ہمراہ تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔

بیت الدعا میں جانے کے لئے احباب و خواتین کے لئے الگ الگ اوقات مقرر تھے جس میں دوست باری باری نوافل ادا کرتے اور اس مقام میں اپنے مولا کے حضور التجائیں کرتے جہاں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دعائیں خدا تعالےٰ کے حضور مقبول ہوئیں۔ (بیت الدعا میں ایک وقت میں صرف تین آدمی نوافل ادا کر سکتے ہیں) اس کے علاوہ وہ کمرہ بھی دیکھا جس میں حضور ٹہلتے ٹہلتے تصنیف فرمایا کرتے تھے۔ نیز سرخ چھینٹوں والے واقعہ سے متعلق کمرہ بھی دیکھنے کا موقع ملا۔

جلسے کی کارروائی صبح ۱۰ بجے شروع ہوتی اور دوپہر ۱ بجے ختم ہوتی تھی۔ جس میں دو تقریریں اور دو نظمیں شامل ہوتی تھیں۔ پھر نماز ظہر و عصر کے لئے وقفہ ہوتا جس کے بعد دوپہر ۲:۳۰ بجے دوسرا اجلاس شروع ہوتا جو تقریباً ۵ بجے شام تک جاری رہتا۔ اس میں بھی دو تقریریں اور دو تین نظمیں شامل ہوتیں تھیں۔

سکھوں کے لئے ایک تقریر پنجابی میں بھی تھی جس میں سکھوں اور ہندوؤں کی کتب سے متعدد پیشگوئیاں بیان کی گئیں۔

جلسہ کے دوران بعض غیر ملکی زائرین کو اپنے تاثرات بیان کرنے کا موقع بھی دیا گیا۔ جلسہ کے آغاز میں لوائے احمدیت لہرایا گیا اور اس کی حفاظت کے لئے خدام باری باری ڈیوٹی دیتے رہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام جلسہ کے افتتاح کے موقع پر مکرم اللہ بخش صاحب صادق ناظر خدمت درویشاں نے پڑھ کر سنایا۔ نیز یہ پیغام جو طبع کیا گیا تھا حاضرین جلسہ میں تقسیم بھی کیا گیا۔

جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ ۷ اور ۸ ہزار کے درمیان ہے۔ جس میں ڈیڑھ ہزار درویشان قادیان کی تعداد اور تقریباً پونے دو ہزار غیر ملکی زائرین مہمان شامل ہیں۔ باقی دوست ہندوستان کے مختلف علاقوں سے تشریف لائے ہوئے تھے جن کی تعداد سابقہ تمام جلسوں سے زیادہ تھی۔ کشمیر کے حالات ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے بعض علاقوں کے دوست شامل نہیں ہو سکے۔

جلسہ کے آخری دن بارش کی وجہ سے جلسہ کی کارروائی بیت اقصیٰ میں ہوئی جہاں پر مردوں کے لئے انتظام کیا گیا تھا اور عورتوں کے لئے بیتِ مبارک میں انتظام کیا گیا تھا۔

جلسہ کے ایام میں ایک مجلس شعر و سخن بھی منعقد کی گئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے انتظامیہ نے بہت تعاون کیا۔ پنجاب کے مخصوص حالات کی وجہ سے سورج غروب ہونے کے بعد تمام شہر تقریباً سنسان ہو جاتا ہے۔ لیکن احمدیہ محلہ میں رات دیر تک رونق رہتی۔

پاسپورٹ وغیرہ کے اندراج کے لئے دفتر امور عامہ قادیان میں نہایت اچھا انتظام تھا۔ گورنمنٹ کے اہلکار وہاں پر جلسہ کے ایام میں آ کر ضروری اندراجات کرتے رہے جس سے سب دوستوں کو بہت سہولت رہی۔ اسی طرح سٹیٹ بینک کا عملہ محاسب کے دفتر میں موجود رہتا۔ بجلی کے محکمے نے بھی بہت تعاون کیا اور انہیں گورنمنٹ کی طرف سے ہدایات تھیں کہ جلسہ کے ایام میں قادیان میں لوڈ شیڈنگ نہ کی جائے۔ جس پر انہوں نے پورا پورا عمل کیا۔

وہاں کی مقامی آبادی کے ساتھ دوستوں کے تعلقات بہت اچھے ہیں اور وہ نہایت محبت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اور درویش بھائیوں کی خوش اخلاقی کا برملا اظہار کرتے تھے۔ یہ بات ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی جملہ انتظامات کی براہِ راست نگرانی کرتے رہے اور خاص طور پر مہمانوں کے استقبال اور الوداع کے وقت وہ خود موجود ہوتے اور دعا کے ساتھ قافلے کو رخصت فرماتے۔

نمازیں حضرت میاں صاحب پڑھاتے رہے۔ تہجد کی نماز مختلف بزرگ پڑھاتے تھے۔ جلسہ کے دوران قادیان کے مینارہ پر روشنیوں کا انتظام تھا۔ جس سے اس جگہ کی رونق دوبالا ہو گئی۔ چونکہ مینارہ پر سفید رنگ کے سنگِ مرمر کی سلیں لگا دی گئیں ہیں۔ جس کی وجہ سے روشنی میں یہ اور بھی نمایاں نظر آتا تھا۔

جلسہ کی کارروائی تمام دوستوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے نہایت انہماک اور دل جمعی سے سنی اور مناسب اوقات میں پُر جوش نعرے بلند کرتے رہے۔

حضور انور نے اپنے پیغام میں حاضرین کے ذمہ یہ بات لگائی تھی کہ جب وہ واپس جائیں تو تمام دوستوں کو حضور کا محبت بھرا اسلام پہنچائیں اور انہیں بتائیں کہ حضور سب احباب کی دین و دنیا کی بہتری کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ سو میں یہ پیغام پہنچا کر اپنی ذمہ داری سے عہدہ برا ہوتا ہوں

جو روحانی کیفیت وہاں حاصل ہوتی ہے اس کو محسوس تو کیا جاسکتا ہے لیکن لفظوں میں اس کا اظہار ناممکن ہے۔

---

بقیہ :- صفحہ ۵ سے آگے

کمزوریٔ طبع کے باعث صبح جنازہ میں تو شرکت نہ کر سکے لیکن اگلے روز نمازِ جمعہ کے بعد بغیر کسی درخواست کے از خود نماز جنازہ غائب کے لئے ارشاد فرمایا۔ بعد ازاں احباب کو ٹھہرا کر رشید احمد صاحب اور ان کے بھائیوں اور خاندان کی جماعتی خدمات کو بڑے پیارے انداز میں سراہا۔ اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی خاص تحریک فرمائی۔ خدا تعالیٰ ایسے دردمند اور شفیق امیر کا سایہ تادیر جماعت کے سر پہ قائم رکھے۔

محترم چوہدری صاحب موصوف نے اپنے پیچھے ایک بیوہ، چار بیٹے اور ایک بہو چھوڑی ہے۔ بڑا بیٹا عامر رشید بی ایس سی ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ دارالذکر کا نائب قائد ہے۔ بطور اسیر راہِ مولا اپنے تین عزیزوں کے ساتھ کلائیوں پر آہنی زنجیریں سجا چکا ہے۔ ۲۲ نومبر ۱۹۸۹ء وفات سے چند ہفتے پیشتر ہی اس کی شادی اپنے برادرِ نسبتی محترم چوہدری گلزار احمد صاحب کی بیٹی عزیزہ بہجت گلزار سے کی۔ بچی ۔ ایم۔ اے کے نتیجہ کی منتظر ہے۔ چھوٹا بیٹا ثاقب رشید زرعی یونیورسٹی میں ایم۔ ایس۔ سی فائنل ائر کا ذہین طالب علم ہے۔ طارق رشید ایف۔ اے اور بابر رشید میٹرک میں زیر تعلیم ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل عطا کرے۔

خاکسار نے موصوف کو اخوت اور دوستی کے ترازو میں جانچا۔ رشتہ داری کی میزان سے پرکھا۔ ہر زاویۂ نگاہ سے انہیں اپنے سے افضل پایا۔ میرے داماد چوہدری مقصود احمد صاحب کے بڑے بھائی ہونے کے ناطے میرے ساتھ تعلق رشتہ داری کو ایک باوفا اور گہرے دوست کی مانند آخر دم تک خوب خوب نبھایا۔ ان کی دائمی جدائی میں دل اب خون کے آنسو روتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے اور کروٹ کروٹ آرام بخشے۔

---

# آپ کا خط ملا

مکرم چوہدری لئیق احمد صاحب ایڈووکیٹ سڈنی آسٹریلیا نے خط کے ہمراہ ایک انسائیکلوپیڈیا کے ایک صفحے کا فوٹو سٹیٹ بھیجا ہے۔ اسمیں ۱۹۰۶ء سے ۱۹۴۷ء تک کے تمام صدور صاحبان مسلم لیگ کے نام درج ہیں۔

آپ اپنے خط میں مزید لکھتے ہیں کہ میرے ایک دوست جو بیرسٹر ہیں۔ لندن میں قیام پذیر ہیں وہ سال میں تقریباً ۶ ماہ اپنے آبائی علاقہ کھاریاں میں گذارتے ہیں اور وہ وقت بھی زیادہ تر کھاریاں کورٹس کے علاقے میں۔

وہ ایک دن جب کہ ہم دوست وکیل بیٹھے ہوئے تھے فرمانے لگے۔ آپ لوگ بھی عجیب ہیں آپ کے ساتھ یہاں یہ یہ سلوک ہوتا ہے۔ آپ پھر بھی اس ملک کے متعلق ایسے جذبات رکھتے ہیں میں نے محترم سے عرض کی کہ دفاع پاکستان کی تاریخ اس بات کی گواہ اور جی۔ ایچ۔ کیو کا ریکارڈ ثابت کرتا ہے کہ اس ملک کے ہر محاذ پر جس جانفشانی سے احمدی نے جنگ لڑی وہ کوئی عام آدمی نہیں لڑ سکا۔ اور احمدی جرنیل ہی سب سے زیادہ دشمن کے اعصاب پر چھائے ہوئے تھے۔

ہم تو ہمیشہ ملک کے لئے دعاگو ہیں بلکہ ہمارا تو سکون ہی ملک کے سکون کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ اہالیان ملک کو بھی سوچ اور سمجھ عطا فرمائے۔ یہاں پہ زبان نسل مذہب اور سیاست کے نام پر ایک دوسرے کو بے دریغ قتل کیا جارہا ہے۔ بلکہ بڑے بڑے پڑھے لکھے قابل انسان بھی ان نسلی اور مذہبی گروہوں میں حصہ لینے لگے ہیں جو ملک کے دفاع کو کمزور کر رہی ہے۔ میرے محترم استاد اور میرے لاء کالج کے ایک صاحب جو پرنسپل تھے وہ اِس وقت پاکستان کے تیسرے بڑے شہر کے میئر اور غالباً ممبر قومی اسمبلی بن چکے ہیں۔ ان نسلی تنظیم سازی کے باعث۔ تو عام لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ پس دعا ہے ہوہ کرنا ہمارا فرض ہے بلکہ ہمیں حکم ہے ملک کے لئے دعا کیا کریں۔

اپنے خط میں وہ یہ بھی اطلاع دیتے ہیں کہ اسی انسائیکلوپیڈیا کے صفحہ ۵۰۱ پر عالمی شہرت یافتہ نوبل انعام ہولڈر محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی نمایاں تصویر بھی شائع ہوئی ہے۔ ان کی خدمات اور تعارف بھی شائع ہوا ہے۔ اسکے علاوہ جماعت احمدیہ سے متعلق حکومتِ پاکستان کا جاری کردہ ایک ایکٹ نمبر ۲۰ آف ۱۹۸۳ء پہ بھی بحث کی گئی ہے۔

---

# وصایا

ضروری نوٹ :-

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز ۔ ربوہ

**مسل نمبر ۲۷۴۴۴** :- میں انور محمد صالح ولد محمد صالح پیشہ ملازمت عمر ۴۱ سال بیعت ۸/۷۵ ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلاجبرو اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۳/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ مکان مالیتی -/۶،۰۰۰،۰۰۰ روپے (۲) کار مالیتی -/۶،۰۰۰،۰۰۰ روپے (۳) فرنیچر مالیتی -/۵۰،۰۰۰ روپے۔ میزان -/۱۲،۰۵۰،۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ -/۶۸۰،۹۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد انور محمد صالح ولد محمد صالح انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱ IR. ASEP AHMAD HUSAENI ولد ای عبدالمنان انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲ SITI HANIFAF. ولد ای عبدالمنان صاحب انڈونیشیا۔

---

# صدقات تقدیر کو بدل دیتے ہیں

## فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کیلئے دعا کی تحریک

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے گئے صدقات غریبوں اور ضرورت مندوں کے لئے خرچ ہوتے ہیں۔ یہ صدقات اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کو جذب کرتے ہیں اور کسی آنے والی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں۔

فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کے لئے اپنے صدقات ارسال فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ)

# امراء کرام وسیکرٹریان مال سے درخواست

امراء کرام صدر صاحبان وسیکرٹریان مال سے درخواست ہے کہ الفضل کی جو رقوم آپ کے پاس جمع ہیں۔ براہ کرم بلاتاخیر براہ راست یا بذریعہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ ارسال فرمادیں۔

امراء کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔ ــــــ (مینیجر)

---

بقیہ :- صفحہ ۴ سے آگے

تعلیم حاصل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بہرحال مصر میں جس طریق پر بچوں سے کام لیا جارہا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ان کی تعلیم کی طرف توجہ دینے کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے اور دیگر ممالک کے ایسے آجروں کے لئے مشعلِ راہ ہے جن کے پاس چھوٹے بچے روزی کمانے کے لئے کام کرتے ہیں۔

---

رابعہ زری ہاؤس
PHONE :- ۶۱۶۴۷۴
سلمہ ستارہ اور
کڑھائی کا بہترین مرکز
نیز مشینی کڑھائی کا بھی بہترین کام کیا جاتا ہے
گلی نمبر ۵ انار کلی بازار
فیصل آباد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# خبریں

## ملکی خبریں

○ پاکستان کی مسلح افواج کے ترجمان نے کہا ہے کہ پاکستان کی فوج اپنی دفاعی پوزیشنوں پر موجود ہے لیکن چند گھنٹے کے نوٹس پر پیش قدمی کر سکتی ہے۔ ترجمان نے کشمیر کے سوال پر نیویارک میں پاکستان اور بھارت کے مذاکرات میں پہل کرنے کو پاکستان کی دلیری اور خود اعتمادی قرار دیا۔

○ صوبہ پنجاب کے ممتاز صنعتکار اور وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے خصوصی معاون نصیر اے شیخ کے بھائی آفتاب شیخ کو اغوا کر لیا گیا۔ وزیر اعلیٰ نواز شریف نے مسٹر آفتاب شیخ کی بازیابی کے لئے خصوصی ہدایات جاری کر دی ہیں۔ اغوا کرنے والوں نے پانچ کروڑ روپے کے تاوان کا مطالبہ کیا ہے۔

○ پانچوں قومی بینکوں اور مالیاتی ترقیاتی اداروں کا آڈٹ ہنگامی بنیادوں پر شروع کر دیا گیا ہے۔

○ پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنما ملک غلام مصطفےٰ کھر نے پنجاب اسمبلی کے لئے انتخاب لڑنے کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے حلقہ کا بھی انتخاب کر لیا گیا ہے۔ عیدالفطر کے فوراً بعد حلقہ انتخاب کا اعلان کر کے انتخابی مہم شروع کر دی جائے گی۔

## غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں نے اپنی آزادی کی تحریک مزید تیز کر دی ہے ادھر بھارتی سیکورٹی فورسز کے ساتھ جھڑپوں میں ۴۰۰۔ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ گذشتہ دو ہفتوں میں گرفتار ہونے والوں کی تعداد ۴۰۰ ہو گئی ہے مقبوضہ کشمیر کے گورنر جگ موہن نے کہا ہے کہ سرینگر میں آئندہ دنوں میں کرفیو میں نرمی کے اوقات میں اضافہ کیا جائے گا تاہم تشدد کے واقعات جہاں ہونگے وہاں کرفیو لگانا پڑے گا۔

○ عراق نے امریکہ سے اس بات کی وضاحت طلب کی ہے کہ اس ماہ کے شروع میں امریکہ کے جاسوسی کے ایک جدید ترین طیارے نے عراقی سرحد کے قریب فضا میں چکر لگائے تھے۔

○ نائیجیریا میں فوجی صدر ابراہیم بابان گیڈا کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش ناکام ہو گئی ہے۔ ریڈیو نائیجیریا کے اعلان کے مطابق حکومت کا تختہ الٹنے کی اطلاع کو غلط قرار دیا گیا اور کہا گیا ہے کہ ریڈیو سٹیشن کو باغیوں سے آزاد کرا لیا گیا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ صدر ابراہیم زندہ ہیں۔ اور ملک کا نظم و نسق سنبھالے ہوئے ہیں۔ صدر جنرل ابراہیم نے ۱۹۸۴ء میں حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کیا تھا۔

○ چین اور روس کے درمیان نیا ریل رابطہ اس سال ستمبر میں مکمل ہو جائے گا۔ جسکے بعد یورپ اور ایشیا کے درمیان سامان نقل و حمل کے اخراجات ۲۰ فیصد تک کم ہو جائینگے۔

## پتہ درکار ہے

نظارت بہشتی مقبرہ ربوہ کو محترمہ کلثوم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ غلام محمد صاحب وصیت نمبر ۳۷۴۰، مکان نمبر B.18/5 سید مٹھا بازار مزار معصوم شاہ لاہور کا موجودہ ایڈریس درکار ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ موصیہ اپنے لڑکے کے پاس امریکہ چلی گئی ہیں۔


ربوہ میں جدید ترین

کلینیکل لیبارٹری

جس کا شمار لاہور، فیصل آباد کی ان چند لیبارٹریز میں ہے جہاں ۱۰۰ سے زائد مختلف ٹیسٹ بشمول کلچر اور بائی اوپسی کئے جاتے ہیں، نیز گھر پر ٹیسٹ کیلئے خون لینے کی سہولت ہے۔

سنٹرل لیب

کلینیکل لیبارٹری۔ بلڈ بنک

متصل یونائیٹڈ بینک گولبازار۔ ربوہ



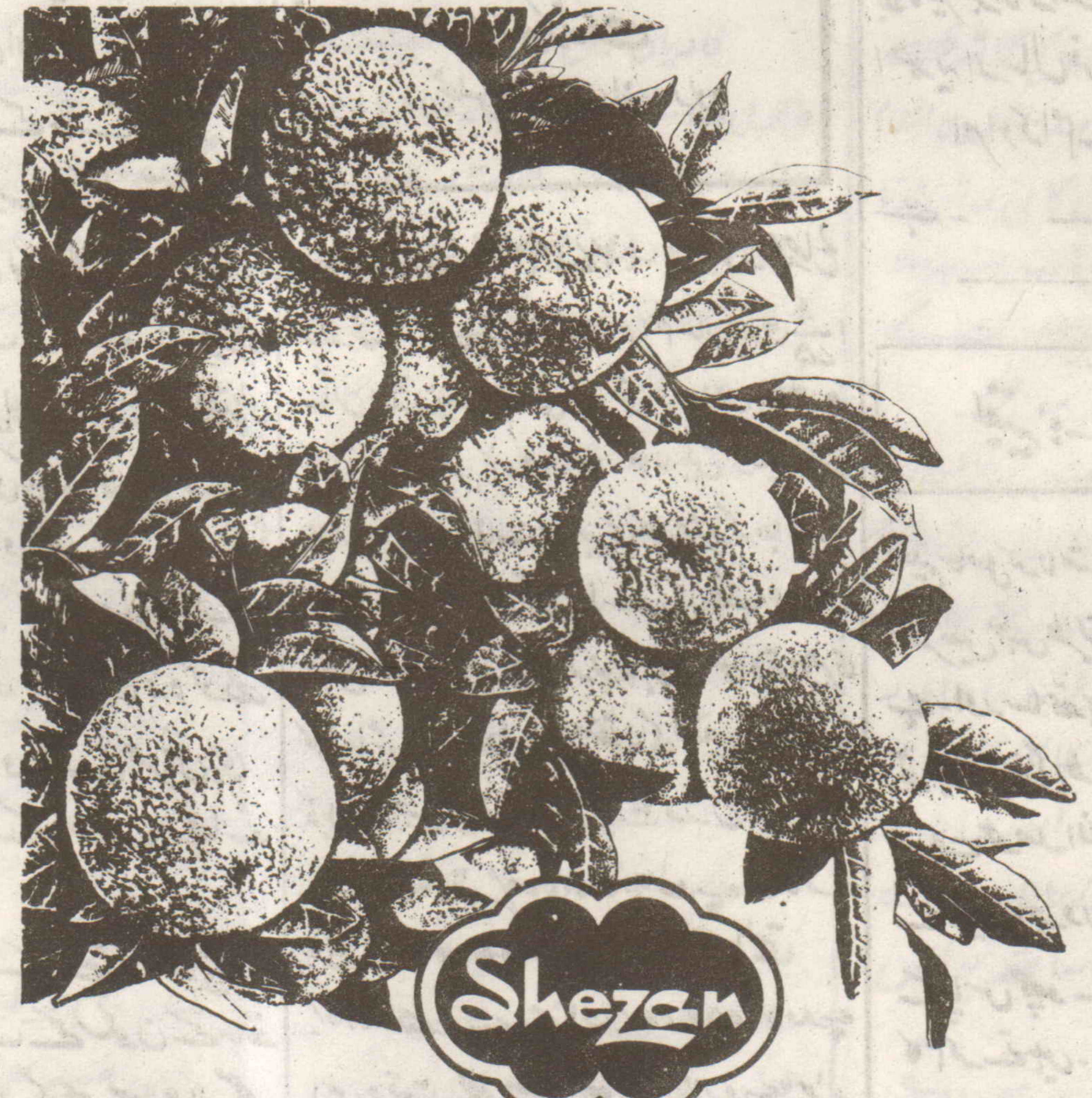


The Largest Processors of Fresh Fruit Products

Fruit Juices & Squashes, Jams, Jellies, Marmalades, Pickles, Ketchup, Garden Peas, Vegetables etc.

Shezan International Limited, BUND ROAD, LAHORE.

adcorn S198C15


پتہ